رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرتو میں ہوں

الفضل

خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں ۔ وہ نہیں مانتے ۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۷)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہونا ہے اور وہی مسیح موعود ہے ۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط وکتابت مینیجر الفضل قادیان ۔ ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو ۔

چندہ مقامی خریداران (للعہ)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے (للعہ)

جلد ۲ ۔ مورخہ ۲۹ ۔ ستمبر ۱۹۱۴ء ۔ مطابق ۷ ذیقعد ۱۳۳۲ھ ہجری ۔ نمبر ۴۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیروعافیت ہیں ۔ اور آپ کے روزانہ مشاغل نہایت قیمتی اور جماعت کے مستقبل کے لئے نتیجہ خیز ہیں ۔ تبلیغ کا جو سلسلہ حضور کے ذہن میں ہے اور جس کی ابتداء کئی صورتوں میں رکھی جا چکی ہے وہ انشاء اللہ اب جلد مثمر برکات ہونیوالی ہے ۔ ایک نہایت ضروری و بابرکت کام فضلاء عربی و انگریزی حضور کی زیر نگرانی کر رہے ہیں ۔ باقاعدہ ظہر سے اسوقت تک آپ اس میں شمولیت فرماتے ہیں ۔ احباب کو دعاؤں میں لگے رہنا چاہیئے ۔ حضور کے رویاء مثل فلق الصبح پورے ہوتے دیکھ کر قادیان میں رہنے والوں کا ایمان بڑھ رہا ہے ۔ فالحمد للہ علی ذالک ۔

۲ ۔ ڈاکخانہ میں سید عبد الغنی شاہ صاحب سب پوسٹماسٹر آ گئے ہیں ۔ شاہ صاحب اپنے فرض منصبی میں مستعد اور خوش اخلاق آدمی ہیں ۔ (۳) نو وارد مہمانوں میں سے میاں محمد شریف صاحب وکیل اور بابو غلام محمد شاہ صاحب لاہوری ۔ اور مولوی بقاء محمد صاحب اکاؤنٹ

تازہ خبریں

بلجیم میں جرمنوں کو ایک اور شکست ۔ (لنڈن ۲۴ ستمبر) انٹورپ سے خبر آئی ہے ۔ کہ ایک چھوٹے بلجیمی دستہ نے مسلح ریل گاڑی کی مدد سے ... ۳۰ جرمنوں کو بھاری نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا ۔

روسیوں کی عاجلانہ پیشقدمی ۔ (لنڈن ۲۳ ستمبر) سرکاری بیان ہے ۔ کہ جرسلاف پر روسیوں نے بڑھ کر فتح کیا تھا ۔ روسی غنیم کا تعاقب سرگرمی سے کر رہے ہیں گلیشیا میں روسی کیسی سرعت سے بڑھ رہے ہیں ۔ وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ وہ سلاک پر جو ہنگری کی سرحد پر ہے پہنچ گئے ہیں ۔ پرسل کے پاس بھی روسی بڑھے جاتے ہیں ۔ روسی فوج جرمن پاہ کے میدان کے پاس ہے ۔ مگر لڑائی نہیں ہوئی ۔

روسی فوج مشرقی پرشیا میں ۔ روسی فوج آہستہ آہستہ کونگسبرگ کا محاصرہ کر لیا ہے ۔ انہوں نے باؤ سیلاگن اور ٹپاؤ پر بھی قبضہ کر لیا ہے ۔ اور کونگسبرگ پر حملہ کرنے کے لئے کمک کا انتظار ہے ۔

قیصر جرمنی کی کانفرنس ۔ (لنڈن ۲۳ ستمبر) بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ قیصر جرمنی مشرقی پرشیا کی کمان پر جانے سے پیشتر برلن میں سلطنت جرمنی کے باجگزار شاہوں اور رئیسوں کی کانفرنس کریگا ۔

برٹش ہوائی جہازوں کے کارنامے ۔ (لنڈن ۲۳ ستمبر) پانچ انگریزی ہوائی جہازوں نے شہر کولون اور ڈوسلڈرف کی ہوائی جہاز کی لنگرگاہ پر حملہ کیا ۔ اور پندرہ سو فٹ سے بم گرائے ۔ جب وہ جل اٹھا ۔ تو وہ واپس لوٹ آئے ۔

جرمن لشکر کا اجتماع مشرقی پرشیا میں ۔ (لنڈن ۲۴ ستمبر) ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار پیٹروگریڈ لکھتا ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ جرمنی کا جنگی مستعدیوں کا مرکز میدان کارزار میں سیلیشیا اور پوزن کو منتقل ہو گیا ہے ۔ تھورن اور کالیش کے درمیان جرمنوں کو کمک پہنچ گئی ۔ اور سرحد کے باہر جمع ہو گئے ۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر و پبلشر و پرنٹر کیلئے شائع ہوا)

گروڈس کے پاس ان کے پاس استقبالی کوروسی لشکر موجود تھا۔

ایسنی کا اودھورا معرکہ۔ دلنڈن ۲۳ ستمبر۔ پیرس کی سرکاری خبر ہے۔ کہ متحدہ سپاہ کے لشکر کامیابی سے بڑھ رہے ہیں۔ ایک دستہ نے پروئن پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور جنوب کے خونخوار حملوں کے باوجود بھی اس پر قابض رہا۔ غنیم کے لشکر خندقوں میں بیٹھ کر لڑتے ہیں۔ شمال مغرب کی طرف بھی پیشقدمی خفیف سی ہوئی۔ قلب کی حالت غیر متغیر ہے مشرق کی طرف غنیم بڑی تندہی سے حملہ کرتا ہے۔ کبھی فرانسیسی آگے بڑھتے ہیں۔ اور جرمن دبتے ہیں۔ اور کبھی فرانسیسی پیچھے ہٹتے ہیں۔ اور جرمن غالب آتے ہیں۔ غنیم کے کئی دستوں نے نانسی اور بوتر کے علاقوں میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ مگر شکست کھائی۔

پانچ روز کے معرکہ کی کیفیت۔ لنڈن ۲۴ ستمبر۔ فوجی ترقی دھیمی رفتار سے ہوتی ہے۔ مگر بعض جگہ مسلسل بڑھتے بڑھتے ہیں۔ فیصلہ کن معرکہ سے پہلے کئی دن تک اور جنگ رہیگی۔ یہ قلعہ گیر محاصرہ کی لڑائی کے مشابہ ہو رہی ہے۔ کہ جرمن پیرس کے محاصرہ کے واسطے جو سامان حرب لائے تھے۔ اُس سے ایسنی میں کام لیا جا رہا ہے۔ ۱۸۔ ۱۹ اور ۲۰ ستمبر کے معرکوں کا انجام ایک فرانسیسی جنرل کے الفاظ میں یوں ادا ہو سکتا ہے "ہم نے غنیم کے متواتر سخت حملوں کو سخت پسپا کیا۔ اور ہم اپنے کو فتحمند سمجھتے ہیں"۔ ۱۸ ستمبر کو جرمن پیدل نے بھاری توپوں کی آڑ میں انگریزی دستہ پر حملہ کیا۔ [illegible] کی طرف فرانسیسی رسالہ نے غنیم کی ایک ریلوے لائن برباد کر دی۔ دو جرمن ہوائی جہاز برباد کئے گئے۔ متحدہ سپاہ کے بلند پروازوں نے جرمنوں پر گولے گرا کر سامان رسد تباہ کر دیا۔ اتوار کی سہ پہر کو جرمنوں نے کئی بار حملہ کیا۔ مگر زک اٹھا کر چلے گئے۔ متحدہ پیدل سپاہ کے اوپر سب سے زیادہ حملے ہوئے۔

برٹش وزیر تجارت کے خیالات جنگ۔ دلنڈن ۲۲ ستمبر۔ سے ظاہر ہے۔ کہ جرمنی کی تجارت برباد ہو گئی ہے۔ اور برخلاف اس کے برطانیہ کی تجارت قائم اور جاری ہے۔ برٹش بحری فوت میں ایک اور ورود کا فرق ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ زبردست ہو جائے گی۔

بڑے بڑے اور قیمتی جہاز ابتک جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ جرمنی کے فوجی غلبہ کو دوبارہ سر اٹھانے کا کوئی موقعہ نہیں ملیگا۔

برٹش کروزر کسطرح غرق ہوئے۔ دلنڈن ۲۳ ستمبر۔ خبر آئی ہے۔ کہ ایک مسافر جہاز ۲۰۷ بحری سپاہی لیکر ہالینڈ میں پہنچا۔ جیسے تین غرقاب برٹش کروزروں کے سپاہی تھے۔ ان میں سے ایک راستہ میں مر گیا۔ اور کئی زخمی ہیں۔ برٹش کروزروں کے زخمی ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ پانچ جرمن آبدوزوں نے تین بڑے برٹش کروزروں پر حملہ کیا۔ اور برٹش کروزروں اور تارپیڈو کشتیاں مدد کو آئیں۔ اور دو جرمن آبدوز غرقاب کر دیں۔ جو سپاہی زندہ بچے۔ وہ مسافر جہازوں پر سوار ہو کر ہمبوڈن کو جا رہے تھے۔

اسی سپاہی غرقاب کروزروں کے (انگلستان) میں پہنچے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سات سو سپاہی زندہ بچے۔ تین سمندر سے بچے ہوئے نکالے گئے۔ انہوں نے ٹاٹ اوڑھ رکھی تھی۔ بعض ٹاٹ سے بدن ڈھانک رکھا تھا۔

ایک خبر ہے کہ رات ہیلیگولینڈ پر ایک تارپیڈو کا حملہ ہوا۔ اور بہر ہوگیا۔ یہ چھ بجے صبح کا واقعہ ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کسی نے دو آبدوزوں کو غرق کر دیا۔ مگر اس پر بھی غنیم نے حملہ کیا۔ وہ آٹھ بجے صبح کو ڈبو دیا۔

متحدہ فوجوں کی دھیمی پیشقدمی کا باعث۔ دلنڈن ۲۴ ستمبر۔ پیرس میں گیارہ بجے رات کو سرکاری اعلان ہوا۔ حالت غیر متغیر ہے۔ ایسنی کا معرکہ آٹھ روز سے ہے۔ مگر یہ حیرت انگیز نہیں۔ جب جنگ روس وجاپان سے اسکا مقابلہ کیا جائے۔ غنیم محکم مورچوں اور قدرتی پناہگاہوں میں لڑتا ہے۔ یعنی غنیم قلعہ بند مقامات میں مقیم ہے۔ جرمنوں کے پاس بھاری توپیں اور فرانسیسیوں کے پاس ایسے کچھ ہلکی توپیں ان مورچوں کی قدر و قیمت میں اضافہ کرنے والی ہیں۔ مورچوں کے ارد گرد خندقیں کانٹے دار تاروں کے جنگلے اور پیچ دار توپیاں ہیں۔ اس لئے یہ مورچوں کی لڑائی ہے۔ اس وجہ سے پیشقدمی بہت دھیمی ہے۔ ایک روز میں ایک میل کے قریب لشکر غنیم [illegible]

خوفناک لڑائی۔ دلنڈن ۲۵ ستمبر۔ پیرس سے سرکاری خبر آئی ہے۔ کہ بائیں کی طرف جنگ بڑھتی جاتی ہے۔ قلب میں پورے زور سے معرکہ ہو رہا ہے۔ دائیں پر جرمنوں نے زک اٹھائی۔

آسٹریا کی دو تارپیڈو اور ایک تباہ کن غرق۔ میلان سے خبر آئی ہے۔ کہ آسٹریا کا ایک تباہ کن اور دو تارپیڈو کشتیاں دلمیشیا کے ساحل پر بحری بموں سے ٹکرا کر غرقاب ہو گئیں۔

معرکہ عظیم کی فیصلہ کن لڑائی کا رخ۔ دلنڈن ۲۴ ستمبر۔ امینز کے جنوب مشرق میں زور کا معرکہ ہو رہا ہے۔ وہ ایسنی کے معرکہ کا فیصلہ کریگا۔ متحدہ سپاہ کے دائیں کے انتہائی لشکروں کا مرجع امینز بننے والا ہے۔

ایڈن پانڈیچری کے سامنے ساحل سے صرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ۲۳ ستمبر کی صبح کو بیفکری کے ساتھ لنگر زن پایا گیا۔ ہزارہا مخلوق اُسے دیکھنے کو فوراً جمع ہو گئی۔ ایڈن نے کوئی گولہ باری نہ کی۔ نہ ماہی گیروں کی سو سے اوپر کشتیوں کو کچھ ستایا۔ شاید وہ خشکی پر کچھ فوج اتارنا چاہتا ہے۔ یا صرف یہ دیکھنے آیا تھا۔ کہ پانڈیچری میں کوئی سیٹمر تو پناہ گزین نہیں۔ وہ صبح کڈلور کی طرف جنوب رو ہو گیا کہ ایک بجے دوپہر کو پھر پانڈیچری کے متصل دیکھا گیا۔ جہاں سے وہ شمال مشرق کے رخ ہو گیا۔ باشندے ساحل سے اندرونی علاقوں کو جا رہے ہیں۔

جلد فیصلہ کیوں نہیں ہوتا؟ ۲۳ ستمبر کو آدھی رات کے وقت پیرس میں سرکاری اعلان ہوا کہ صورت حال ابھی غیر معتدل ہے۔ ایسنی پر لڑائی جاری ہوئے آج آٹھ دن ہو چکے ہیں۔ اتنے عرصہ میں کوئی فیصلہ نہ ہو سکنا ہرگز تعجب خیز نہیں ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۹ - ستمبر ۱۹۱۴ء

آج کل تصوّف کیا سمجھا جاتا ہے

نمبر ۱

چند روز کا ذکر ہے کہ خواجہ حسن نظامی نے رسالہ نظام المشائخ میں (جو انہی کے بنا کردہ حلقہ نظامی کیطرف سے شائع ہوتا ہی) ایک مضمون لکھا تھا اور اس میں بتایا کہ ایک رُوسی فاضل موسیو ایوانف دہلی آیا اور میرے ہاتھ پر سلسلہ نظامیہ میں داخل ہوا مگر وہ مذہباً عیسائی ہے اور

"مجھ کو حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء کا رُوحانی ارشاد (؟) ہے کہ میں ہر غیر مسلم کو سلسلہ میں داخل کرنے کی کوشش کروں۔ گویا مجھ کو صرف غیر مسلموں کے مُرید کرنے کی اجازت ہی نہیں ہے بلکہ تاکید ہے کہ میں کوشش کرکے ان کو اس رُوحانی جھنڈے کے نیچے بلاؤں"

پھر ارشاد ہوتا ہے:۔

میں مُرید کرکے ان کو مسلمان بنانا نہیں چاہتا۔ میری یہ خواہش نہیں ہے کہ وہ ان عقائد اور مراسم کو چھوڑ دیں جن میں وہ پیدا ہوئے ہیں میری صرف یہ کوشش ہے کہ ہر آدمی خواہ ہندو ہو یا عیسائی یہودی ہو یا پارسی - ادنیٰ ہو یا اعلیٰ - دنیاوی تکلیفات کی پیاس میں روحانیت کا جام پیئے اور سلسلہ صوفیہ میں منسلک ہو جائے۔ میں اس سے صرف توحید الٰہی کا اقرار لینا کافی سمجھتا ہوں۔"

اس عبارت سے تو صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ایک غیر مسلم کو بھی اپنے سلسلہ میں داخل کرنے کے لئے تیار ہیں مگر آگے چل کر بڑی جرأت سے صاف صاف لکھ دیا ہے کہ اگر کسی نے ان لوگوں سے اسلام قبول بھی کرنا چاہا تو میں نے روک دیا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"مگر میں نے ان سے صاف صاف کہدیا ہے کہ ہرگز ہرگز مسلمان نہ ہو۔ ظاہر میں جس گھر کے اندر ہو وہیں رہو تاکہ اطمینان و بے فکری سے یعنی اندرونی احوال کو درست نہ کر سکو مسلمان ہو جاؤ گے تو سوسائیٹی اور گرد و پیش کے انقلاب کی مصروفیت اتنی بڑھ جائے گی کہ تم رُوحانی ترقی کے لئے وقت نہ نکال سکو گے"

یعنی اسلام تصوف کی ترقی میں حارج ہے۔ اس لئے اس کا نہ قبول کرنا ہی بہتر ہے۔ اسیر معصر علی گڈھ انسٹیٹوٹ گزٹ نے تازہ اشاعت میں ایک تبصرہ لکھا ہے جس میں اسبات پر زور دیا ہے کہ تصوف بغیر اسلام کے ہیچ ہے اور یہ کہ کوئی رُوحانی ترقی ظاہری و باطنی طور پر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر صوفیائے متقدمین کے اقوال سے دکھایا ہے کہ وہ بھی تصوف اسی کا نام سمجھتے تھے کہ مؤمن اپنے آپ کو کتاب و سنت کی اطاعت میں فنا کر دے۔ چنانچہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ ھذا مقید بالکتاب و السنۃ۔ الطرق کلھا مسدودۃ الا علی من اقتفی اثر الرسول یعنی تصوف کتاب و سنت سے مقید ہے۔ کل کے کل راستے سوائے پیروی رسُول کے بند ہیں۔ اور جناب غوث الاعظم نے فرمایا ہے:۔ کل باطن یخالفہ ظاھر الشریعۃ فھو باطل۔ ہر وہ باطن جو ظاہر شریعت کے خلاف ہو اور وہ باطل ہے۔

یہ سب باتیں بالکل صحیح ہیں اور انسٹیٹوٹ گزٹ حق بجانب ہے۔ مگر حسن نظامی نے جو کچھ لکھا ہے وہ بھی غلط نہیں۔ آجکل جو تصوف سلسلوں میں رائج ہے وہ چند مسمریزمی مشقوں کا نام ہے یا چند بدعات کا مجموعہ۔ اسکے لئے ہرگز کسی اسلام کی ضرورت نہیں جس کو شک ہو وہ آزما کر دیکھ لے اگر ہندو فلسفۂ تصوف کا مطالعہ کریں۔ دبستان و اخبار کی پُرانی کتابیں دیکھیں۔ سب میں اصل توجہ و یکسوئی قلب ہو اور دم کشی و حبس دم۔ کہ ان باتوں سے بلا لحاظ مذہب انسان کے اندر ایک ایسی طاقت پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ بعض بیماریوں کا دور کر سکتا ہے۔ اور زیادہ توجہ کرے تو کچھ غیب کا حال بھی معلوم کر سکتا ہے۔ جن اختلاج قلب پیدا کرنے والی مشقوں پر ہمارے بعض صوفیاء جدید کو ناز ہے وہ تمام قوموں میں مشترک ہیں۔ ایک ہندو جوگی کو بھی وہی قسم قسم کے رنگ نظر آتے ہیں جو ہمارے کسی متصوف کو دکھائی دے کر لطائف بن جاتے ہیں۔ اگر کچھ فرق ہے تو یہ کہ صوفی کہلانے والے کی زبان پر بعض کلمات قرآنیہ بھی آتے ہیں جس سے ظاہر بین کو دھوکہ لگ سکتا ہے۔ ورنہ اصل بات یہی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حسن نظامی نے اس راز کو پاکر کھلے کھلے لفظوں میں کہدیا ہے کہ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے اسلام کی ضرورت نہیں بلکہ بعض اوقات تو یہ مذہبی جھمیلا حارج ہوتا ہے۔ کاش ہمارے متصوفین اس نکتہ کو سوچیں۔ اور موجودہ طرز عمل سے تائب ہو کر وہ طریقہ اختیار کریں جو کتاب و سنت سے معلوم ہوتا ہے اور جو صحابہ کرام میں پایا جاتا تھا۔ اور میں اگلے نمبر میں انشاء اللہ تعالےٰ بتاؤں گا کہ احمدیت نے اسی اصلی تصوف کا رواج دیا ہے اور اسبات کا جواب بھی دونگا۔ کہ یہ موجودہ سلسلے جن بزرگوں کے نام سے معنون ہیں۔ وہ کہاں تک اپنے طرز عمل میں حق بجانب تھے۔ اور موجودہ مسمریزمی مشقیں یا اوراد وصول الی اللہ میں کس حد تک ممد ہیں۔

عجیب قسم کے اخلاق کا نمونہ

جین میں ایڈیٹر ناقابل نامہ نگاروں کے مضمون مفصلہ ذیل عبارت کے ساتھ واپس کرتے ہیں:۔

چاند اور سُورج کے نہایت قابل برادر! آپ کا غلام آپ کے قدموں میں گر کر زمین کو بوسہ دیتا ہے۔ آپ کا قابل احترام مسودہ ہماری نظروں سے گذرا اور اسکی تحریر نے ہمارے دل کو موہ لیا۔ خوف اور کپکپی کے ساتھ میں اُسے واپس کرنے پر مجبور ہوں اگر میں نے اُسے شائع کر دیا تو پریسیڈنٹ صاحب حکم دینگے کہ اس مضمون کو نمونہ قرار دیکر آیندہ اس سے کم درجہ کا کوئی مضمون نہ چھاپا جاوے لیکن تجربہ طویل نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ایسے موتی صرف ایک ہی بار حاصل ہو سکتے ہیں اور دس ہزار سال تک حاصل نہیں ہوتے اسلئے میں اسے واپس کرتا ہوا آپ سے معافی کا خواستگار ہوں۔

(میں ہوں آپکا تابعدار غلام ایڈیٹر)

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰه

الاسلام

حفاظت معابد

اسلام کی خصوصیات میں سے یہ بھی ایک بڑی عظیم الشان خصوصیت ہے۔ کہ یہ تمام معابد کی حفاظت کا حکم دیتا ہے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اور میں جہاں تک خیال کرتا ہوں۔ مجھے تو یہ ٹالریشن کسی مذہب کی کتاب مقدسہ میں نظر نہیں آتی۔ پھر یہ کتنا ظلم عظیم ہوگا۔ کہ اسلام کی طرف ایسی باتیں منسوب کی جاویں۔ جو صریحاً اس کی تعلیم کے برخلاف ہوں۔ اس خصوصیت میں اسلام تمام مذاہب میں خاص امتیاز اور تفوق رکھتا ہے۔ اور آجکل کے مہذب زمانہ میں یہ بات بالکل مسلم ہو چکی ہے۔ کہ مذہب کے بارے میں پوری آزادی ہر ایک کو ملنی چاہیئے اور مذہب میں جبر و اکراہ کو بالکل دخل نہیں ہونا چاہیئے۔

اسلام پر ظالم ہمیشہ یہ الزام بے جا لگاتے رہے ہیں۔ کہ اسلام نے بجبر و اکراہ لوگوں کو دین میں داخل کیا ہے حالانکہ بہت دفعہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ دین دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دل پر جبر نہیں ہو سکتا۔ اور ہم زور سے اور دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ دنیا میں کسی نے کسی کو جبراً اسلام میں داخل نہیں کیا۔ اور اسلام نے صرف انہی اشخاص کو میدان جنگ میں قتل کرنیکا حکم دیا ہے۔ جو کہ تلوار اٹھانے کے قابل ہیں اور میدان جنگ میں اسلامی افواج کے قتل کیلئے مقابل میں آ گئے ہیں۔ اور حضرت نبی کریم صلعم نے بالصراحت حکم فرمایا ہے کہ بوڑھے بچوں اور عورتوں کو ہرگز قتل نہ کیا جاوے۔ اور نہ مکانوں کو آگ لگائی جاوے اور معابد ہرگز مسمار نہ کئے جاویں۔

ہم سنا کرتے تھے۔ کہ یورپین مصنف بڑی تنقید کے بعد تاریخ کو خوب چھان بین کر محققانہ طور پر لکھا کرتے ہیں۔ مگر ہم انکی تحقیقات کو کیا کریں۔ اور کیسے معلوم ہو کہ کہاں تک ان کے بیان کردہ واقعات صحت پر مبنی ہیں۔ کیونکہ طرفین جو موجودہ جنگ میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ موجودہ دنیاوی علم و فضل میں کمال حاصل کئے ہوئے ہیں۔ ایک کچھ واقعات بیان کرتا ہے اور دوسرا اسکے بالکل الٹ دنیا میں شائع کرتا ہے۔ اب ہمیں انکی تاریخ پر کیا وثوق ہو سکتا ہے۔ انکے مصنف ہمیشہ اسلامیوں پر سخت مظالم اور بےرحمی کے الزامات لگاتے رہتے ہیں۔ موجودہ جنگ عالم کے واقعات نے تاریخ فرنگ کے سحر کو توڑ دیا ہے۔ اور پتہ لگ گیا ہے۔ کہ مورخین فرنگ تعصب سے خالی نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنی قوم کی طرفداری ضرور کرتے ہیں۔ فرانس جرمنی کی نسبت اب یہ کہتا ہے۔ کہ اس نے ایسے مظالم کا ارتکاب کیا ہے۔ جو کہ کبھی اس عالم میں وقوع پذیر نہیں ہوئے۔ معلوم نہیں کہ وہ ان کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ مگر تاہم ہمیں یہ معلوم ہو گیا ہے۔ کہ دشمن اپنی دشمنی میں اپنے دشمن کے متعلق جو چاہتا ہے۔ کہہ گذرتا ہے۔ وہ انصاف اور عدل کو اسوقت بالائے طاق رکھ دیتا ہے۔ اور اپنے علم کی بھی بالکل رعایت نہیں کرتا۔ اور وہ اپنے ادعائے تہذیب کو بالکل نسیاً منسیا کر دیتا ہے۔ دوسروں کو الزام دینا آسان ہے۔ مگر جب خود ہی واقعات سامنے آ جاتے ہیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے۔ کہ دوسروں کے الزام سے بچنا کیسا مشکل ہوتا ہے۔ غرض ہمیں فرنگی معترضین کی حقیقت معلوم ہو گئی ہے۔ کہ ان کے اعتراض مبالغہ آمیز عبارت میں ہوتے ہیں۔ اور واقعات صحیحہ پر مبنی نہیں ہوتے۔ یہ مسلم امر ہے کہ جرمنی اسوقت کے علوم و فنون میں سب ملکوں میں بہت بڑھی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اسکے ملک میں پڑھنا ہر ایک کے لئے ضروری اور لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ جرمنی میں کوئی فرد بھی ایسا موجود نہیں۔ جو کہ لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔ مگر اب موجودہ جنگ میں ان کے ایسے مظالم اور بےرحمیاں بیان کی گئی ہیں کہ تاریخ عالم میں انکی نظیر ملنی بھی مشکل ہے بلکہ بالکل مفقود ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جرمنی نے ریمز کے گرجے کو مسمار کر دیا ہے اور ریوٹر کی تاریں بتلا رہی ہیں۔ کہ فرانس نے تمام دول عظمیٰ کو اطلاع دی ہے۔ کہ جرمنی نے سخت بےرحمی اور ظلم سے کام لیا ہے۔ اور ریمز کے گرجے کو گرا دیا ہے۔ جو کہ زمانہ وسطیٰ کے فن عمارت کا ایک بے نظیر موتی اور یادگار تھی۔ اب ایک مسلم قرآن شریف کی یہ آیت پڑھکر کیسا خوشی سے بھر جاتا ہے اور کیسے سے یقین کامل ہو جاتا ہے کہ لاریب قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے کیونکہ اس نے مختلف مذاہب کے معابد کی حفاظت کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور ہونا بھی یہی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظلم کو روا نہیں رکھتا۔ اسی آیت کریمہ کا اثر تھا۔ جس نے مسلمانوں کو سخت مظالم کے ارتکاب سے بچائے رکھا۔ ورنہ ہندوستان میں آجکل بہت سے مذاہب ہرگز نہ ہوتے۔ جہاں جہاں اسلام گیا ہے۔ وہاں اسنے مذہبی آزادی ہر ایک مذہب کو عطا فرمائی ہے اور اسکا بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ اسلامی ملک میں صرف ایک ہی مذہب کے لوگ نہیں ہیں۔ بلکہ مختلف الاقوام اور مختلف المذاہب لوگ اسلامی ممالک میں رہتے ہیں۔ ترکی میں صرف ایک مذہب نہیں۔ بلکہ کئی مذہب پائے جاتے ہیں۔ ایسا ہی مصر میں اور ہندوستان میں بھی اسلامیوں نے صدیوں حکومت کی ہے۔ مگر ایک مذہب اور ایک قوم کبھی بھی نہیں ہونے پائی۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ صرف یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام نے صاف حکم دیا ہے۔ کہ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ دنیا میں کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز نہیں ٭

اب ہم وہ آیت لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر قوم کے معبد کی حفاظت کرنا اسلامی بادشاہ کا فرض ہوتا ہے۔ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر الذین اخرجوا من دیارہم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز۔ ان آیات کریمہ میں یہ فرمایا گیا ہے۔ کہ اب مسلمانوں کو لڑنے کی اجازت دیجاتی ہے۔ کیونکہ وہ مظلوم ثابت ہو چکے ہیں۔ اور ضرور اللہ تعالیٰ انکی مدد کرنے پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں۔ جو کہ اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اسی کہنے پر کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور اگر اللہ بعض کو بعض کے ذریعہ سے نہ بچاتا۔ تو ضرور عیسائیوں یہودیوں مجوس کے معابد اور مساجد کو جن میں اللہ کا بہت ذکر کیا جاتا ہے۔ گرا دیا جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ ضرور اسکی مدد کریگا۔ جو اس کی مدد کرتا ہے۔ اللہ بڑی قوی اور غالب ہستی ہے٭

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسلمان بادشاہ ان مختلف اقوام کے معابد کی ضرور حفاظت کریں گے۔ اور ان کو مسمار نہیں کرنے دیں گے۔ چنانچہ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ اور ہندوستان کی قوم کے معابد ابتک یہ شہادت دے رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے اہل ہنود کے معابد کو مسمار نہیں کیا۔ اب کیا عجیب بات ہے۔ کہ طرفین عیسائی ہیں۔ مسیحی ہو کر گرجا کو مسمار کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ قادر مطلق خدا کی عبادت کے لئے جو مکان مخصوص کیا گیا ہے۔ اس میں اور دیگر مکانات میں بالکل امتیاز اور فرق نہیں کیا گیا۔ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ انکی کتاب مقدس اس سے بالکل ساکت ہے۔ ان کے اپنے مذہب کی رو سے ان پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ ہاں ضوابطہ ان پر انکو ہمیشہ ملزم کرتے رہیں گے ٭

بابُ التنقید نو

گذشتہ سے پیوستہ

اس مضمون پر بحث کرنے اور صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم شرقی اور مغربی مورخوں کی تصانیف بغور ملاحظہ کریں۔ جنھوں نے اپنی تصانیف میں اس مضمون پر کچھ لکھا۔ اور جو اس قابل ہیں کہ انکی بات مانی جائے۔ اسی سلسلہ میں غربی اور شرقی مضامین کا اندازہ کرنے میں کہ انمیں سے کون صحیح ہے۔ ہمیں تمہید کے طور پر کچھ لکھنا پڑیگا ؛

انیسویں صدی کے قابل نقادوں کے نزدیک یہ مسلّم امر ہے کہ اپنے ملک کے جاہل لوگوں کا ذکر بھی قصہ جات میں عزت سے کیا جاتا ہے بشرطیکہ ان کا کوئی فعل عقل کے خلاف نہ ہو ؛

جب شرقی تصانیف اور یورپی مصنفوں میں تطابق پایا جائے تو تاریخ پختہ ہو جاتی ہے۔ لیکن جب وہ خاموش ہوں تو تحقیق اور احتیاط لازمی ہے۔ جب تصانیف میں اختلاف ہو تو یہ سوال پیش ہوتا ہے کہ ہم کس کی بات تسلیم کریں۔ کیا پھر اسی ملک کے لوگوں کا یقین کریں جنھیں ممکن ہے کہ اصلی حالات سے واقفیت ہو یا ان لوگوں کی مانیں جو اس قوم اور مذہب کے دشمن ہوں۔ اور جن کو اصل حالات کا علم بھی مشکل سے ہو سکتا ہے۔ زیر بحث امر کے متعلق فیصلہ کرنا کوئی زیادہ مشکل نہیں ہے کیونکہ ایک طرف عرب مصنف ہیں اور دوسری طرف یوروپین ہیں ؛

جب ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ بہت کم مصنف ہیں جو واقعات کو بعینہٖ قلمبند کرتے ہیں خواہ وہ انکے چشمدید ہی کیوں نہ ہوں اور جب ہمیں انسان کے اس میلان کا علم ہے جو مصنفوں کو اس بات پر آمادہ کر دیتا ہے کہ وہ ان گذشتہ واقعات کو جو انکے ملک انکے خیالات انکی پارٹی کے متعلق ہوں ایسے طریق سے بیان کریں جس سے انھیں فائدہ پہنچتا ہو اور جبکہ اس ضرورت کو مدنظر رکھیں جو آزاد سے آزاد مورخ کو بھی مجبور کر دیتی ہے کہ وہ عام رو کے ساتھ بہ پڑے اور جبکہ ہم جانتے ہیں کہ عاقلانہ شہادت اور بے عیب صداقت کو خود پسندی حکایت مبالغہ یا کسی خاص فرقہ کے خیالات کے لئے قربان کر دیا جاتا ہے تو ہم اسبات کا انکار نہیں کر سکتے کہ ہمیں بعض مورخین کی بات کو قبول کرنے اور بعض کی بات کو رد کرنے سے پہلے بہت بڑے غور اور تدبّر کی ضرورت ہے۔ پُرانے تاریک زمانہ میں مورّخ کے لئے اصل واقعات کا صحیح طور پر معلوم ہونا ایک نہایت مشکل امر تھا اور واقعات کی بجائے اکثر اوقات خوش کن اور دل پسند خیالات درج کر لئے جاتے تھے ؛

اس زمانہ میں جس کے متعلق ہم اسوقت کچھ لکھ رہے ہیں ایمان کی روشنی مع علوم کی دوبارہ زندگی کے عرب پر طلوع ہوئی تھی اور اسوقت یورپ ابھی تاریک زمانہ کی لمبی تاریک رات میں اونگھ رہا تھا۔ اسلام کے ظہور کے بعد پہلی تین صدیوں میں عرب مورخوں کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ وہ کسی واقعہ کا ذکر کرتے وقت اگر کوئی واقعہ نقل کرتے تو اس شخص کا نام لکھدیتے تھے جس پر اعتبار کر کے انہوں نے اس واقعہ کو اپنی کتاب میں درج کیا ہو۔ اور اگر کسی واقعہ کی اطلاع انہیں کسی دوسرے یا تیسرے آدمی کی معرفت ہوتی تھی۔ تو وہ ان تمام راویوں کا ذکر کرتے جو اس واقعہ کے شاہد یا مخبر تک اس خبر کو پہنچاتے تھے۔ انکا ایک اور اصل تھا کہ اگر کسی راوی کی تصانیف کی بابت انہیں ایک بھی مثال ایسی مل جاتی جو اسکی تصانیف کو غلط ثابت کرتی ہو تو اس کے حوالے کو رد کر دیتے۔ لہٰذا تاریخ جو مسلمانوں کے ابتدائی زمانہ میں لکھی گئی ہے بہت قابل اعتبار ہے۔

یورپ کے زمانہ جاہلیت کے منک مورخوں کی بابت یہ انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ انھوں نے جھوٹے اور ناممکن الوقوع حالات کو بھی واقعات کے طور پر تاریخ میں درج کیا ہے زمانۂ وسطیٰ کے مورّخ پادری تھے

بقول لیکی سترہویں اور اٹھارہویں صدی سے پیشتر جبکہ علم تاریخ نے بہت ترقی حاصل کر لی تھی۔ مستند سے مستند یورپین مورخوں کی تاریخیں بھی عام طور پر خطرناک غلطیوں کا مجموعہ ہوتی تھیں۔ فاضل مصنف ظاہر کرتا ہے کہ "یورپ میں کئی صدیوں میں ایک بھی ایسا آدمی نہیں ہوا۔ جس نے گذشتہ زمانہ کے واقعات کو غور سے مطالعہ کیا ہو یا جو اس قابل ہو کہ اپنے زمانہ کے واقعات کو ہی ٹھیک اور صحیح طور پر درج کر سکے" تاریخی علم ادب کی تاریخ کا حال بیان کرتے ہوئے لیکی لکھتا ہے :۔

"روما کی سلطنت کی آخری تباہی سے تھوڑا عرصہ پیشتر یورپ کا محکمہ تصنیف پادریوں کے ہاتھوں میں چلا گیا تھا جنھوں نے بحیثیت مجموعی تحقیق کی بجائے اپنے عقائد کو رائج کرنا اپنا فرض خیال کر رکھا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علم ادب نے بجائے سوسائٹی کو فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچایا کیونکہ انکی تصانیف نے لوگوں میں جھوٹی سچی بات کو قبول کرنے کا مادہ پیدا کر دیا۔ اور اس طرح علمی ترقی رُک گئی۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جھوٹ کو قبول کرنے کے لئے طبائع ایسی تیار تھیں کہ کوئی بات خواہ کیسی ہی جھوٹی کیوں نہ ہو۔ لوگ بخوشی قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے لوگوں کے شوقین اور ہر بات کو قبول کر لینے والے کانوں کو کوئی بات انہونی نہ معلوم ہوتی تھی۔ فالوں۔ خارق عادت واقعات۔ معجزوں۔ عجیب نظاروں۔ آسمانوں میں دیوؤں کی شکلوں کے قصص جو نہایت لغو اور بیہودہ خیالات تھے ایک دوسرے کو سناتے تھے۔ اور اسی احتیاط سے ایک کتاب سے دوسری کتاب میں نقل کی جاتی تھیں۔ گویا کہ وہ انسانی دانائی کا خاص الخاص خزانہ تھا"

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور آپکے مذہب کی نسبت جیسے وفوفانہ خیالات اس وقت یورپ میں پھیلے ہوئے تھے انکی نہایت صاف مثال وہ قصہ ہے جو متھیو پارس نے جو نہ صرف اپنے زمانہ کا بلکہ تمام زمانہ وسطیٰ کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ عالم مورخ ہے لکھا ہے۔ جس میں اس نے بتایا ہے کہ مسلمان سور کا گوشت کیوں نہیں کھاتے وہ لکھتا ہے :۔

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے (نعوذ باللہ من ذلک) ایک دفعہ اتنا کھانا کھایا کہ آخر ایک غنودگی کی حالت طاری ہو گئی اور آپ ایک مزبلہ پر سو گئے۔ اس قابل شرم حالت کو سوروں کے ایک گلہ نے دیکھ لیا اور سوئے ہوئے پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں اسقدر تکلیف دی کہ موت تک حالت پہنچ گئی۔ اب یہی وجہ ہے کہ ان کے مُرید سور کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اسکا گوشت کھانے سے انکار کرتے ہیں ؛

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

ترقی کیلئے اخلاص کی ضرورت ہے

یہ ایک جانی ہوئی حقیقت اور مانا ہوا مسئلہ ہے کہ ہر ایک کام میں خواہ وہ دنیوی ہو یا دینی انسان اسی وقت کامیاب اور بامراد ہو سکتا ہے جب استقلال اور ثابت قدمی سے اسکے کرنے میں کوشاں ہو اس بات کے ثبوت کے لئے ہمیں کسی کوشش اور محنت کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہر گزرنے والی شام اور آنے والی صبح ایک نہیں دو نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں نظارے ہمارے دیکھنے میں آتے ہیں وہ مزدور جو دن بھر استقلال اور صبر سے ایک کام کرتا رہتا ہے شام کو اپنی محنت کا ثمرہ حاصل کر کے شاداں اور فرحاں گھر کی راہ لیتا ہے لیکن وہ جو غیر مستقل مزاجی کا ثبوت دیتا ہے سوائے دست حسرت ملنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اس سے ثابت ہوا کہ استقلال ایک ایسی چیز ہے جو ہر ایک کامیابی کی جڑھ اور ہر ایک ترقی کا زینہ ہے لیکن یہ بات اسوقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسان اخلاص کا مادہ اپنے اندر پیدا نہ کرے۔ بہت لوگ استقلال کا ارادہ اور ثابت قدم رہنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن صرف اخلاص کی کمی اور خیال کی یکسوئی نہ ہونے کی وجہ سے ناکام ہوتے ہیں یہ کلیہ قاعدہ صرف دنیوی کاروبار پر ہی حاوی نہیں۔ بلکہ اس کو دینی اور روحانی معاملات سے اس سے بھی بہت بڑا تعلق ہے اور سچ تو یہ ہے کہ روحانی زندگی کے پیچیدہ عقدوں کے حل کرنیکا ایک ڈانوانڈول دل کو اطمینان لانے کا خیالات کی پراگندگی اور انتشار دور کرنے کا اور انسان کو با خدا انسان بنانے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے اسی میں کمال پیدا کرنے والے نبی اور رسول کے لقب سے ملقب کئے جاتے ہیں۔ اور اسی کی برکت سے خدا تعالیٰ اپنے بابرکت رموز اور اسرار کا اپنے بندوں پر انکشاف فرماتا ہے اور اسی کی تلقین خدا تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائی ہے۔ انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق فاعبد اللہ مخلصا له الدین۔ یعنے ہم نے تجھ پر حق اور حکمت سے بھری ہوئی کتاب نازل کی ہے۔ پس تو اللہ کی عبادت کر اور اللہ کے لئے اخلاص سے بھری ہوئی عبادت کر۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے رسول کریم کو حکم دیکر مومنوں کے لئے نمونہ قائم فرمایا ہے کہ تمہیں اس طرح کی عبادت کرنی چاہیئے اور خدا سے تمہارے خالص تعلقات ہونے چاہئیں تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ تو روحانی ترقی کے لئے ہر ایک طالب حق کو چاہیئے کہ اپنے دل کو غیر اللہ سے خالی کرے اور اپنے قول اور فعل میں اخلاص کو مدنظر رکھے۔ اگر دل اخلاص سے بھرا ہوا ہو اور اس میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سوا اور کچھ نہ ہو تو صرف یہی ایک وجہ ہے کہ جس سے انسان اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سے متصف ہو جاتا ہے اور اسکو کوئی مشکل مشکل معلوم نہیں ہوتی اور کوئی ناکامی اسکے لئے روک کا باعث نہیں ہو سکتی وہ شیطان کے ہر ایک حملہ سے محفوظ اور مصئون رہکر اپنے مقاصد اور ارادوں میں کامیاب ہو جاتا ہے لیکن اگر اخلاص نہ ہو تو کوئی ریاضت اور کسی قسم کا مجاہدہ ہرگز روحانی نشوونما کا باعث نہیں ہو سکتا اور دوسروں کی راہ نمائی تو ایکطرف رہی خود وہ انسان گمراہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ دنیا میں جس قدر نبی آئے باوجود انکے تن تنہا اور بے یار و مددگار ہونے اور عوام الناس کے خیالات کے خلاف وعظ کرنے اور مخالفین کے طعن و تشنیع کا ہدف بننے کے کامیاب ہونیکی وجہ صرف یہی خلوص ہی ہوتا ہے موجودہ زمانہ پر نظر ڈالو کہ حضرت مسیح موعود کیسی بے دینی اور گمراہی کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ مسلمانان در گور اور مسلمانی در کتاب کا مصداق تھا اسلام کی تعلیم میں ایسے باطل اور بیہودہ قصے اور خلاف از عقل کہانیاں خلط ملط ہو چکی تھیں کہ جن کی وجہ سے حقیقی اسلام کی شکل مسخ ہو چکی تھی۔ آپنے تمام جہان کو صراط مستقیم پر چلانے کے لئے آواز اٹھائی۔ لیکن دنیا ایک سرے سے دوسرے سرے تک آپکے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی عیسائی آریہ۔ سکھ اور برہمو وغیرہ بیرونی مذاہب کے علاوہ گھر کے لوگ جنہیں اسلام کا دعوے تھا انہوں نے بھی باوجود یہ سمجھنے کے کہ اسلام کا روشن اور منور چہرہ پیش کیا جا رہا ہے مخالفت پر کمر باندھ لی اور آپکے خلاف ہر ایک کے جائز ناجائز طریق پر غیظ و غضب کی آگ بھڑکانی شروع کردی آپکے کاموں میں رخنہ اندازی کرنے کے علاوہ آپکے جانی دشمن ہو گئے مگر وہ کیا چیز تھی جس نے آپکو اپنے پاک ارادوں سے متزلزل نہ ہونے دیا اور جسکی وجہ سے آپ نے ہر ایک مصیبت اور دکھ کا بڑے استقلال و صبر سے مقابلہ کیا اور وہ کیا طاقت تھی جس نے آپ کی مسلسل اور بے غرضانہ کوششوں اور بے لوث خدمات کے سبب دشمنوں تک کے دلوں سے آپکی نیک نیتی اور پاک باطنی کا اعتراف کروایا۔ اور انہی لوگوں میں سے جو کہ آپکے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے تھے کئی ایک سعید الفطرت انسان آپکے دامن شفقت میں آکر پناہ گزیں ہوئے یہ محض آپکے اخلاص تھا اور بس جو کچھ ہماری آنکھیں دیکھ رہی اور کان سن رہے ہیں یہ سب کچھ آپ کے معجز نما خلوص کا اثر ہے۔

اسوقت احمدی جماعت خدا کے فضل اور کرم سے مختلف دیار اور امصار میں پھیلی ہوئی ہے لیکن آپ کے بعد ترقی کی رفتار جیسی کہ چاہیئے تھی ویسی نہیں ہے جسکی وجہ صرف یہی ہے کہ ہمیں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد میں ابھی اخلاص دکھانے کی بہت کچھ ضرورت ہے ہمیں کسی عزیز کی محبت کسی امیر کی الفت کسی نواب اور رئیس کے رعب کی وجہ سے اخلاص دکھانے میں کسی طرح کی کمی نہیں کرنی چاہیئے۔ ہمنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامیابی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ہم آپ ہی کے بتائے ہوئے راستہ پر قدم زن ہیں اسلئے ضروری ہے کہ ہمیں اپنی پاک کوششوں میں کامیابی حاصل ہو لیکن اخلاص ہی ہماری ترقی اور کامیابی کا ایک ذریعہ ہے اور اسی وجہ سے ہم لوگوں کے دلوں میں احمدیت کا سکہ بٹھا کر انکو راہ راست پر لاسکتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کی شان سے انکو آگاہ کر سکتے ہیں۔ اسلئے ہمیں ہر جگہ خالص احمدیت کو خلوص دل اور صادق جوش کے ساتھ پیش کرنا چاہیئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینھم للہ فاولٰئک مع المومنین وسوف یوت اللہ المومنین اجرا عظیما۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے غلط عقاید سے توبہ کی اور اپنی اصلاح شروع کردی اور تمام دنیا کو چھوڑ کر انہوں نے صرف خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کیا اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کیا یعنی باوجود لوگوں کے روکنے کے وہ دین حق سے منحرف نہ ہوئے اور کسی تکلیف اور مصیبت کی جو انہیں اس راہ میں پیش آئی انہوں نے پرواہ نہ کی یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں اور جلدی ہی اللہ مومنوں کو بہت بڑا اجر دیگا۔

دیکھو کیا پھر اللہ تعالےٰ نے دین کو خالص کرنیوالوں کے لئے کتنے بڑے اجر کی بشارت دی ہمیں خدا کے فضل سے یہ عہد کرنیکا موقعہ ملا ہے کہ ہم دین کے مقابلہ میں کسی قسم کی دنیاوی مفاد کی پرواہ نہ کرینگے اسلئے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے یہ ہونا چاہیئے کہ ہمارے اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے ملنے جلنے وغیرہ تمام افعال سے احمدیت کا حقیقی جوش اور صادق جذبہ ظاہر ہوتا ہے جب اس مرتبہ تک ہم پہنچ جائینگے تو ہم دوسرے لوگوں کو بڑی آسانی سے اپنے میں داخل کرنے میں کامیاب ہو جائینگے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو اسکے دین میں اخلاص دکھلاتے ہیں کامیاب اور فائز المرام ہونیکا وعدہ فرمایا ہے خدا تعالےٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے اس قابل بنائے کہ ہم اخلاص کے اعلیٰ درجہ کو پالیں۔

کیمونٹی لیٹڈ

احمدی کون ہیں؟

مذاہب عالم کی موجودہ حالت اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ کسی مذہب میں شامل ہونے کے لئے صرف یہ ضروری ہے کہ زبان سے اس مذہب کا پیرو ہونے کا اقرار کیا جائے اور علانیہ طور پر زبان سے اسکے خلاف کچھ نہ کہا جائے ایک عیسائی یہ کہہ کر عیسائی بن جاتا ہے کہ میں عیسائی ہوں اور ایک مسلمان یہ کہہ کر مسلمان کہلانے لگ جاتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ گویا موجودہ زمانہ میں اپنی نسبت کوئی لقب یا نام تجویز کر لینا اور اس کو مشہور کر دینا اس بات کے برابر ہے۔ کہ کوئی شخص کسی مذہب میں داخل ہو گیا ہے۔

بعض ذاتی نام ہوتے ہیں اور بعض صفاتی۔ ذاتی نام بھی کسی مکمل زبان میں بے معنی نہیں ہوتے۔ مثلاً عربی زبان میں ارض (زمین) اس چیز کو کہتے ہیں جس کو تپ لرزہ ہو یا جو حرکت کرتی ہو۔ زمین حقیقت میں حرکت کرتی ہے اسواسطے کہا جائیگا کہ زمین کا نام ارض الہام الٰہی کے مطابق معنی کو محفوظ رکھ کر رکھا گیا ہے۔ انسان اس وجود کو کہتے ہیں جس میں انس ہو اور جسمیں ملکہ رشد اور تمدن کا مادہ ہو۔ اسی طرح زبانوں کے حقائق پر وسعت رکھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ کوئی نام ایسا نہیں ہوتا جو بے معنی ہو لیکن اگر آجکل کوئی لفظ بے معنی ہے تو وہ کسی مسمّٰی کا نام جس کے لئے اسباب کو محفوظ نہیں رکھا جاتا کہ اس شخص میں جو اس کا پیرو کہلاتا ہے کوئی ایسے اوصاف بھی ہیں جو اس کو دیگر مذاہب کے پیروں سے ممیز کرتے ہوں یا نہیں۔

عام طور پر دنیا میں یہی سنت دیکھی جاتی ہے کہ پہلے ایک چیز موجود ہوتی ہے۔ اور اس کے اوصاف اور خواص بھی موجود ہوتے ہیں۔ اور ان اوصاف اور خواص کے لحاظ سے اسی کا ایک مختصر اور جامع مانع نام رکھا جاتا ہے لیکن مذہب ۔ ایک شخص اپنے اندر کوئی اوصاف پیدا نہ کر کے عیسائی بن جاتا ہے یا مسلمان کہلانے لگ جاتا ہے یا اپنا یہ نام رکھ لیتا ہے مومن اور جوری کرنیوالا اور دیگر تمام قسم کی بدیوں کا ارتکاب کرنیوالا بھی مسلمان کہلا سکتا ہے۔ ان برائیوں سے بچنے والا بھی۔ تو گویا زمانہ کی موجودہ حالت کے مطابق کسی مذہب کے پیرو کے لئے کوئی افعال یا اعمال ضروری نہیں ہیں۔ بلکہ اس کا صرف یہ کہدینا کافی ہے کہ وہ فلاں مذہب کا پیرو ہے یہ بھی سنت الٰہی کے خلاف بات ہے کہ کسی چیز کا نام اس چیز کے خود نہیں رکھا اور نہ رکھ سکتی ہے۔ انسان بھی عقلاً اپنا کوئی وصفی نام خود تجویز کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ کیونکہ اوصاف کے موجود ہونے کی شہادت کے بعد کوئی نام تجویز ہو سکتا ہے۔ ایک شخص بدوں شہادت کے اپنے دعوے کو ثابت نہیں کر سکتا۔ لہذا ضروری ہے کہ دیگر افراد شہادت دیں۔ کہ ایک شخص میں ایسے اوصاف پیدا ہو گئے ہیں۔ جنکی وجہ سے وہ کسی خاص نام کا مستحق ہے۔ شہادت حواس خمسہ کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔ یعنی ہاتھ ٹٹولنے سے کوئی چیز سرد یا گرم یا سخت یا نرم معلوم ہوگی۔ یا قوت باصرہ سے اس کی کوئی شکل ظاہر ہوگی یا قوت ذائقہ سے اس کا مزہ معلوم ہوگا یا سونگھنے سے اس کی بُو کا پتہ ملیگا یا سننے سے اس کی آواز معلوم ہوگی۔ ہر ایک شے جس کے متعلق اوصاف پہلے موجود ہوں تو بعد میں وہ جس کے متعلق شہادت دیگی یا اسکے ذریعہ سے قوت ناطقہ شہادت پیش کریگی یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ واقعات متعلقہ کے بغیر کوئی شہادت ہو۔ جس طرح انسان کا ذاتی نام الہام کے ذریعہ خدا نے رکھا اسی طرح اس کا وصفی نام بھی الہامی ہونا چاہئے۔ جو اس کی پیدائش کی اصل غرض و غایت کو ظاہر کرتا ہو۔ اور وہ اسی فرد پر اطلاق پانا چاہئے جو اس نام کے متعلقہ اوصاف اپنے اندر رکھتا ہو یعنی اس نام کے جو مستحق ہوں۔ ان معنوں کا مظہر جو فرد ہو وہی اس نام کو اپنے اوپر لگانے کا مستحق ہو سکتا ہے یا یوں کہو کہ اس نام کے متعلقہ اوصاف کی شہادت حواس خمسہ دیں تو جائز ہوگا کہ وہ شخص اپنے آپ کو ان اوصاف کا مظہر کہے۔ حقائق عالم اور افعال و اشیاء پر غور کرنے سے آسانی سے جان سکتے ہیں کہ ہر ایک چیز کسی قانون کے حکم کے ماتحت اور اس کی بالارادہ تدبیر اور تجربہ کے مطابق اپنے اندرونی و بیرونی فطرتی قوتوں کو معرض ظہور پر لا رہی ہے۔ اور جس سنت پر اس کو چلایا گیا ہے اسی پر چل رہی ہے۔ گویا ایک حکم کے ماتحت کام کر رہی ہے اور اپنی ڈیوٹی کو انجام دے رہی ہے درخت ایک خاص موسم میں جبکہ پتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پتے نکال لیتا ہے جب ضرورت نہیں رہتی تو پتے جھاڑ دیتا ہے اور ٹنڈ منڈ ہو جاتا ہے۔ انسان جب اپنے فطری قوٰی کے مطابق الٰہی تدبیر اور ارادہ کے ماتحت حرکت کرتا ہو۔ اور قانون فطرت کی خلاف ورزی نہ کرتا ہو تو وہ قوانین قدرت کا ماننے والا اور اسکے آگے سر تسلیم خم کرنے والا ہوتا ہے یا یوں کہو کہ وہ مسلم یا مومن یا متقی یا عبد الرحمٰن ہوتا ہے۔ اور اگر ان قوانین کے خلاف چلتا ہو۔ تو اس کی نسبت یہ کہنا جائز ہوگا۔ کہ وہ تابع فرمان الٰہی نہیں ہے یا منکر یا کافر ہے

انسان سے دو قسم کے افعال سرزد ہوتے ہیں (۱) افعال اضطراری جن کے ظہور میں لانے کے لئے وہ مجبور اور مضطر ہے۔ مثلاً قضائے حاجت کرنا۔ سونا۔ گرمی۔ سردی کو محسوس کرنا وغیرہ (۲) افعال ارادی۔ جن کو انسان اپنے ارادہ اور خواہش سے ظہور میں لاتا ہے۔ مثلاً سچ بولنا۔ زنا نہ کرنا کسی کا حق غصب نہ کرنا۔ نماز ادا کرنا روزہ رکھنا وغیرہ اسلئے انسان محض ارادی افعال کا جوابدہ ہے۔ اور انہیں افعال کے بجا طور پر ظہور میں لانے کے لئے انبیاء کے آنے اور کتب کے نازل ہونے کی ضرورت پیش آئی۔ پس جو شخص افعال ارادی کو قوانین قدرت کے ماتحت (الہام الٰہی کے ماتحت) ظہور میں لاتا ہے وہ نہ تو عیسائی ہو سکتا ہے نہ یہودی نہ مجوسی۔ نہ بدھ مذہب کا پیرو۔ نہ نام کا مسلمان۔ بلکہ عقلاً اسی کا نام فرمانبردار (مسلم) رکھیں گے خواہ وہ گورا ہو یا کالا ہو یا گندم گوں۔ خواہ ہند کا باشندہ ہو یا عرب کا یورپ کا رہنے والا ہو یا ایشیاء کا۔ اس کی شکل۔ لباس اور وضع قطع یہودیوں سے ملتی ہو یا عیسائیوں سے مجوسیوں سے یا بدھ مذہب والوں سے یا کسی اور مذہب کے پیروؤں سے

(باقی آئندہ)

ناظرین خریدار بڑھانے کی طرف توجہ فرماویں

دعوت الی الخیر

ولایت میں تبلیغ اسلام

چوہدری صاحب کا خط

ریویو آف ریلیجنز کا اثر

وعدہ ملاقات - وعدہ اشاعت سلسلہ احمدیہ

بعض کتابوں کے نام حضور کی خدمت میں لکھتا ہوں۔ یہ ہفتہ بھی اللہ تعالے کے فضل سے خیریت سے گزرا۔ دو شخصوں نے ملاقات کا وعدہ کیا ہے۔

مسٹر کارٹ رایٹ

تو مجھے میری جگہ پر ملنے کے لئے آئیگا۔ اور مسٹر شلانڈ نے مجھے اپنے مکان پر بلایا ہے غالباً اپنے بعض رشتہ داروں اور دوسرے دوستوں کو بھی بلائیگا۔ ریویو آف ریلیجنز کے رسالہ کی وجہ سے کئی لوگوں کے خطوط آئے ہیں ان میں سے بعض کو روانہ کرتا ہوں میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کہاں تک مفت تقسیم کیا جاسکتا ہے میں خریدار پیدا کرنے کے لئے بھی کوشش کرونگا۔ لیکن شروع شروع میں مفت تقسیم کرنے کے سوائے اور کوئی راہ اشاعت نظر نہیں آتی اردو اور انگریزی میگزین کی تعداد اشاعت بھی معلوم ہونی چاہیئے تا کہ بعض اخباروں کے ساتھ تبادلہ کے طور پر شتہ رد لوا دیا جائے۔

مسٹر دوسر محمد سے ملاقات ہوئی یہ شخص مصری ہے اور تقریباً ۲۵ سال سے لنڈن میں رہتا ہے اسکا ایک ہفتہ وار پرچہ ہے جس کی تعداد اشاعت دو ہزار کے قریب ہے اکثر خریدار مصر شام ترکی اور افریقہ کے مختلف علاقوں میں ہیں۔ اور ہندوستان میں بھی اشاعت ہوتی ہے اس شخص نے خواجہ صاحب کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی گفتگو کے ضمن میں اب پھر میرے ساتھ بھی ذکر کیا اور کہا کہ ہر ہفتہ ایک مضمون احمدیہ جماعت کی طرف سے شائع کرنیکا ذمہ لیتا ہوں ایک ہفتہ انگریزی میں اور دوسرے ہفتہ عربی میں اسکے لئے اسنے تجاویز پیش کی ہیں ۵۰۰ خریدار پیدا کرنیکا ذمہ لیا جائے پرچہ کی سالانہ قیمت ۱۲ شلنگ یا ۹ روپیہ ہے اس طرح گویا ۴۵۰۰ روپیہ کے خریدار پیدا کرنے چاہیئے لیکن میرا خیال ہے کہ غالباً ۲۰۰ خریدار تک بھی مل جائے اور ہمارے دوست اگر کریسنٹ کی بجائے اس پرچہ کی خریداری شروع کردیں تو ۳۰۰ خریدار کوئی مشکل بھی نہیں اس پرچہ میں انگریزی مضامین کیسے اچھے ہوتے ہیں اسلامی ممالک کے تعلقات پر عمدہ پیرایہ میں بحث ہوتی ہے اور اس میں ایسے مضامین بھی نہیں ہوتے جو گورنمنٹ کو ناپسند ہوں احمدی طالبعلم اپنے کالجوں اور سکولوں میں کوشش کریں تو غیر احمدی خریدار بھی پیدا ہو سکتے ہیں کیونکہ اس پرچہ کے راستے میں وہ مشکل نہیں جو ریویو آف ریلیجنز کے راستہ میں ہے اور اس طرح غیر احمدی مسلمانوں میں تبلیغ کے لئے اچھا موقعہ ہے میری اپنی یہ حالت ہے کہ باوجود ان فوائد کے طبیعت میں ایک قسم کی رکاوٹ ہے اور اس امر کی تائید میں میرا انشراح صدر نہیں معاملہ حضور کے سامنے پیش کردیا ہے محض اطلاع کے رنگ میں۔ آنکھوں کی حالت اللہ تعالے کے فضل سے اچھی ہے ۱۲ لیکچر تیار کئے ہیں اور آج چھپنے کے لئے دیتا ہوں ایک ہفتہ کے اندر اندر انشاء اللہ تعالے چھپکر تیار ہو جائینگے۔ دعا کے لئے عرض کرتا ہوں۔ والسلام

فتح محمد

پہلا خط

گرفٹین ہوس لکوو آر ڈی این ای -

پیارے دوست

میں آپکو بنک میں بت کے سامنے اگلے اتوار ۲ بجے سے ۲½ بجے تک ملونگا۔ اگر یہ وقت آرام دہ نہ ہو تو مہربانی کرکے آپ لکھیں تا کوئی دوسرا وقت مقرر کیا جائے۔ مہربانی کرکے آپ عربی حروف لیتے آئیں امید ہے جناب بخیریت ہونگے

آپکا صادق

چارلس الس شیڈ

دوسرا خط

گرگنٹو - فورٹسکیو روڈ پینٹس ایس ڈیون

۱۴ - ۸ - ۱۴

پیارے بھائی صاحب

بیماری کی وجہ سے جواب نہیں دے سکا آپ معاف فرماویں زکام کی وجہ سے بڑی تکلیف ہے میرا دل واپس مصر جانیکو چاہتا ہے افسوس اس بدبخت جنگ کی وجہ سے نہیں جاسکتا۔ جون کے مہینے کا ریویو آف ریلیجنز جو آپنے بھیجا ہے میں بہت مشکور ہوں۔ میں سلام اپنے ساتھ مصر لے جارہا ہوں۔ آپ کا خیر خواہ

محمد بریجو -

تیسرا خط

پیارے جناب

۲۸ ماہ جولائی حال کو آپ کی چٹھی ملی۔ یاد آوری کا ممنون ہوں میں چاہتا تھا کہ آپکو اگلے ہفتے شام کے وقت ملوں لیکن بوجہ مصروفیت آپکو بلا نہ سکا مجھے کام بہت ہے میں پھر آپکو لکھونگا اور اگلے ہفتہ کوئی وقت مقرر کرونگا آپ مطمئن رہیں آپ کیلئے یہ آرام دہ ہوگا۔ آپ کا وفادار

کارٹ رائیٹ

چوتھا خط

مونٹ ووڈ بلیس - کینٹنگٹن ۱۸ اگست

میرے پیارے مسٹر سیال

ریویو آف ریلیجنز اور آپکی چٹھی ملی آپکی بہت مشکور ہوں۔ میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ آپکا خط مجھے دو کنگ ہیرلڈ میں ملے۔ یہ خط غالباً اگلے ہفتے چھپ جائیگا۔ جب آپ اپنی بیوی کو خط لکھیں انکے سلام کے جواب میں میری طرف سے شکریہ لکھدیں اور انگریز بہن کی دعا ہے کہ وہ خیر و عافیت سے ہوں میں انہیں ضرور خط لکھونگی اگر آپ ترجمہ کردیں میں بہت مصروف ہوں لیکن کام گھٹنا شروع ہوگیا ہے مجھے فکر ہے کہ یہ بوجھ کب اتریگا میں کوئی کام بقیہ نہ رکھونگی ذخیرہ ختم ہو رہا ہے اور تازہ سامان نہیں مل سکتا اگلے اتوار شام کے وقت میں آپکو دوکنگ ملونگی ابھی مسٹر کمال الدین کی جگہ جو پچھلے اتوار لنڈن میں تھے اگر میں آپکو اس اتوار نہ مل سکوں تو میں اگلے ہفتے شام کا کوئی وقت مقرر کرونگی۔ اگر آپکے لئے آرام دہ ہو میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے عربی میں نماز سکھادیں ابھی تو میں انگریزی میں پڑھ لیتی ہوں امید کرتی ہوں کہ آپ خیر و عافیت سے ہونگے اور دلی دعا ہے کہ آپ کی آنکھیں اچھی ہوں۔

آپکی مسلم

Maude Ettridge